

غزل

کنج میں بیٹھا رہوں یوں پرکھلا کاشکے ہوتا قفس کا درکھلا
 ہم لپکاریں اور کھلے، یوں کون جاے؟ یار کا دروازہ پائیں گرکھلا
 ہم کو ہے اس راز داری پر گھمنڈ دوست کا ہے راز دشمن پرکھلا
 واقعی دل پر بھلا لگتا تھا داغ زخم لیکن داغ سے بہتر کھلا
 ہاتھ سے رکھ دی کب ابرو نے کماں؟ کب کمر سے غمزے کی نخجر کھلا؟
 مفت کا کس کو بُرا ہے بدرقہ؟ رہروی میں پردہ رہ ہر کھلا
 سوزِ دل کا کیا کرے بارانِ اشک؟ آگ بھڑکی مینہ اگر دم بھر کھلا
 نامے کے ساتھ آگیا پیغامِ مرگ رہ گیا خط میری چھاتی پر کھلا

دیکھیو، غالب سے گرا لجا کوئی

ہے ولی پوشیدہ اور کا فر کھلا

پھر ہوا مدحت طرازی کا خیال پھر مہ و خورشید کا دفتر کھلا
 خامے نے پائی طبیعت سے مدد بادباں کے اٹھتے ہی لنگر کھلا
 مدح سے مدوح کی دیکھی شکوہ یاں عرض سے رتبہ جو ہر کھلا
 مہر کا نیا چرخ چکر کھا گیا بادشہ کا راہِ بیتِ شکر کھلا